اغراض و مقاصد

ایک نئے ماہنامے کو دیکھ کر سب سے پہلا سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ اس کے اجرا کی غرض و غایت کیا ہے اور اگر یہ نہ نکلتا تو ہمارا کیا نقصان تھا؟ ——— اس سوال کا سیدھا سادا جواب تو یہی ہو سکتا ہے کہ پڑھ کر خود ہی مقصد تلاش کیجئے مقصد اسے نہیں کہتے جو الگ الفاظ میں بیان کیا جائے بلکہ اصل مقصد تو وہ ہے جو پڑھنے والے کے دل و دماغ میں بلا ارادہ خود بخود پیوست ہو جائے۔ وہ زبان سے خواہ ادا نہ کر سکے لیکن اس کے شعور میں اس مقصد کی ایک گدگدی سی محسوس ہو، روح میں بے چینی اور دل میں تڑپ پیدا ہو، اور زندگی کا ہر قدم ارادی ہو یا غیر ارادی اسی مقصد کی طرف اٹھنے لگے۔

اس میں شک نہیں کہ ایک مسلمان کا مقصد حیات صرف اللہ ہی ہو سکتا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی دوسرا مقصد نہیں۔ تمام دوسرے مقاصد بڑے اعلیٰ اقدار ہیں اور وہ سب اسی "قدر الاقدار" تک پہنچنے کے مختلف راستے ہیں۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ ہمارا بھی ایک خاص راستہ ہے۔ اور وہی اس ماہنامے کا مقصد ہے وہ کیا ہے؟ اسے جاننے سے پہلے یہ معلوم کر لیجئے کہ یہ کیا نہیں ہے؟

یہ کوئی فلمی یا جنسی ماہنامہ نہیں۔ کوئی سیاسی پرچہ نہیں۔ کوئی خالص علمی ادبی رسالہ بھی نہیں۔ کسی خاص مسلک و مذہب کا ترجمان بھی نہیں۔ کوئی خاص فنی ——— مثلاً تاریخ، جغرافیہ، نفسیات، تنقید، فقہ، حدیث، تفسیر، فلسفہ، منطق، ہیئات ریاضی، اخلاق، سائنس، طب، عمرانیات یا قانون وغیرہ ——— بھی اس کا مقصد نہیں۔ یہ ساری چیزیں اس رسالے میں آتی رہیں گی۔ لیکن کوئی چیز بھی مقصود بذاتہ نہیں ہو گی۔ بلکہ اصل مقصد کو اجاگر کرنے کا وسیلہ ہو گی۔

رسالے کا اصل مقصد دین کی ان بنیادی قدروں کو واضح کرنا ہے جن پر سارا عالم متحد ہو سکے۔ رنگ و زبان، نسل و وطن، پیشہ و ثقافت کے گوناگوں اختلافات کے رہتے ہوئے بھی کچھ اعلیٰ اقدار انسانی ایسی ہیں۔ جو دنیا کو ایک مرکز پر جمع کر سکتی ہیں۔

مقصد اصلی "دین" ہے کوئی متعین کلچر یا ثقافت نہیں۔ ثقافتوں کے متعلق دین کا رجحان یہ ہے کہ:۔

(۱) نہ کسی کے کلچر سے تعرض کیا جائے نہ اپنا کلچر کسی پر ٹھونسا جائے۔

(۲) اور ہر ایک کی ثقافت کے صرف اس حصے کو بدل دیا جائے جس کا رخ "خیر" کی طرف نہ ہو۔

(۳) جس کلچر میں کوئی خیر نظر آئے اسے لے کر اپنے کلچر کا جزو بنا لیا جائے۔

ہمارے اس ماہنامے کا بڑا مقصد یہی ہے کہ "دین اسلام" کی عالمگیر صداقتوں اور بنیادی تعلیمات کو معاشرے کی اساس

بنایا جائے ایسی عالمگیر اساس کہ ساری انسانی برادری اپنے ثقافتی اور غیر اساسی اختلافات کے باوجود ایک مرکز پر جمع ہو سکے۔
قرآن پاک ہمیں کسی متعین ثقافت کو اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ وہ صرف "خیر" کی طرف لپکنے کی ہدایت کرتا ہے۔

ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات

ہر ایک کا اپنا اپنا رخ ہوتا ہے جدھر وہ مڑا رہتا ہے لہٰذا تم ان
فروع میں الجھنے کی بجائے) خیر کی طرف لپکو۔

ہمارے مناظر طبقے نے جہاں حق و باطل کی قدریں بدل دی ہیں۔ وہاں غیر ضروری مسائل کی موشگافیوں میں قوم کو ایسا الجھا دیا ہے کہ زندگی کے اصلی مسائل پیچھے رہ گئے ہیں۔ زندگی کے مسائل کچھ تو ابدی ہیں اور ہر زمان و مکان میں مشترک ہیں۔ مثلاً انسان چاہتا ہے کہ اس کی بنیادی ضروریات زندگی پوری ہوتی رہیں جن میں مکان، لباس، خوراک، تعلیم، معالجہ وغیرہ داخل ہیں۔ پھر وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کی جان، مال، آبرو، مذہب اور معبد محفوظ رہیں۔ قرآن پاک نے ان ہی دونوں نعمتوں کا احسان یوں جتایا ہے کہ:-

الذی اطعمھم من جوع و امنھم من خوف

اللہ نے ان کی بھوک اور امن دونوں کا انتظام فرمایا ہے۔

ان کے علاوہ کچھ دوسرے مسائل زندگی بھی ہوتے ہیں جو عبوری حیثیت رکھتے ہیں اور ابدی مسائل کا جزو ہوتے ہیں۔ مثلاً مملکت پاکستان کے مسائل زندگی اس وقت یہ ہیں کہ بے روزگاری دور ہو، معیار زندگی بلند ہو، تعلیم اور صحت کا انتظام ہو، آبادکاری ہو، باہمی آویزشیں اور تعصبات دور ہوں۔ بیرونی ممالک سے تعلقات خوشگوار ہوں۔ بین الاقوامی ساکھ قائم ہو۔ اونچے کردار کے لوگ سربراہ ہوں۔ قوم کی اخلاقی زندگی بلند ترین سطح پر آجائے۔ معاشرے میں کمزور طبقوں مثلاً عورت، مزدور، کاشتکار وغیرہ کا صحیح مقام متعین ہو۔ عائلی زندگی درست ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

ان کے علاوہ ایک سب سے بڑا بنیادی اور ابدی مسئلہ یہ ہے کہ روح تسکین پائے، خالق سے صحیح رابطہ پیدا ہو اور آخرت و انجام بخیر ہو۔

یہ ہیں ہمارے مستقل اور عبوری مسائل حیات جو جلد سے جلد اپنے حل کا تقاضا کر رہے ہیں۔ مگر ہم عرصہ دراز سے جن غیر ضروری مسائل میں الجھے ہوئے ہیں وہ زندگی کے اصلی مسائل سے کوئی قوی رابطہ نہیں رکھتے۔

ماہنامہ "ثقافت" اس قسم کے غیر ضروری مسائل پر ــــــ خصوصاً جبکہ ان کا نتیجہ سیاسی و مذہبی فرقہ بندی ہو ــــــ بحث کرنا ضروری نہیں سمجھے گا۔ یہ انہی مسائل پر اظہار خیال کرے گا جو معاشری اور بین الاقوامی زندگی کے حقیقی مسائل ہوں اور انسانی رابطے کو خدا سے اور خود انسان سے قوی کریں۔

اس حقیقت سے انکار بھی مشکل ہے کہ معاشری زندگی کے مختلف ادوار ہوتے ہیں اور ہر دور کے تقاضے جداگانہ ہوتے ہیں۔ قوم میں روح ارتقا موجود ہو تو وہ رفتار ایام اور اس کے تقاضوں کے ساتھ چلتی ہے ورنہ زمانہ کسی کی پروا کئے بغیر اپنے وقتی مسائل

کو لے کر اس طرح گذر جاتا ہے جس طرح سانپ زمین پر اپنی کینچلی کو چھوڑ کر آگے نکل جاتا ہے۔ بے روح قوم اسی کینچلی کو سانپ سمجھتی ہے اور جب آگے بڑھتی ہے تو وہاں اسے صرف لکیر ہی ملتی ہے چنانچہ وہ سانپ سمجھ کر پھر لکیر کو پیٹنا شروع کرتی ہے۔ اور اس طرح لکیر کی فقیر ہو جاتی ہے۔ غرض ہر اقدام پر زمانہ آگے وہ پیچھے ہوتی ہے۔ ضرورت ایسی جست کی ہے جو اسے آگے نہ لے جائے تو اس کے ساتھ ضرور رکھے۔

"ثقافت" دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق زندگی کی ایسی جدید تشکیل چاہتا ہے جس کی بنیاد خالص اسلامی قدروں پر ہو۔ ظاہر ہے کہ اس مقصدِ عظیم کے لئے اسے فکری جمود کا قلعہ منہدم کرنا پڑے گا۔

اسلاف کی علمی و فکری اور اخلاقی و روحانی خدمات کو از اوّل تا آخر بے معنی سمجھ کر رد کر دینا "ثقافت" کے نزدیک کوئی دینی خدمت نہیں۔ اس لئے وہ اپنے اس سرمائے کو بھی خاص سلیقہ و ترتیب سے پیش کریگا۔ کیونکہ حکمت اور صداقت جہاں بھی موجود ہو ہماری ہی گمشدہ دولت ہے۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ بے شمار صداقتیں اس سرمائے کے اندر محفوظ ہیں۔ اور علوم و فنون کا لا انتہا سمندر بھی ان میں موجزن ہے۔ ان کو کلیۃً ترک کر دینا کوئی علمی یا دینی خدمت نہیں۔ تمدّن کے پھیلاؤ کے ساتھ علوم و فنون بھی پھیلتے ہیں۔ زندہ قومیں ان کو ختم نہیں کرتیں بلکہ ان میں حک و اضافہ کر کے اور مزید وسعت وارتقا پیدا کرتی ہیں۔ "ثقافت" جس ادارے کا ترجمان ہے اس کا بھی یہی مقصد ہے کہ اسلاف کے علمی سرمائے سے دین کی تقویت و تائید کا فائدہ اٹھایا جائے۔ ماہنامہ "ثقافت" بھی اس خدمت کو انجام دیتا رہے گا۔

وقتی اور ہنگامی سیاسی آویزشوں میں یا شخصی کشاکش میں اُلجھنا "ثقافت" کے مقاصد میں داخل نہیں لیکن ان کو سلجھانے کیلئے صحیح، صحت مند، اصولی اور ٹھوس فکر و شعور پیدا کرنے کی کوشش کریگا۔ "ثقافت" ہر صداقت کا خیر مقدم کریگا لیکن کسی سیاسی پارٹی یا دینی فرقے کی نہ مخالفت اس کا مقصد ہو گی نہ حمایت۔ اس کا مقصد ایسا شعورِ صحیح اور فکرِ بلند پیش کرنا ہے جو امامت اقوام کی اہلیت پیدا کرے۔

مختصراً ثقافت کے مقاصد کو ہم یوں ادا کر سکتے ہیں :-

معاشرے کے حقیقی مسائل پر اصولی بحث، اس کی بنیادی اقدار یعنی دین صحیح کی پیشکش اور اس کی روشنی میں حیات جدیدہ کی تشکیل اور جو چیزیں ان میں خارج ہوں ان سے کنارہ کشی یا اُن پر اصولی گفتگو۔ وحدتِ فکر اور وحدتِ انسانی کی دعوت۔ اور ان سب مقاصد کی تائید کے لئے اسلاف کی گراں قدر خدمات سے استفادہ۔ ہمیں یہ پورا پورا احساس ہے کہ ہمارے یہ اعلیٰ مقاصد ایسی جنس ہیں جس کی بازار میں زیادہ مانگ نہیں۔ اپنی زندگی میں اس کا پھل کھانے کی بھی توقع نہیں۔ مالی اعتبار سے اس میں سراسر خسارہ ہے۔ لیکن صرف نتیجۂ خیر کی توقع پر متوکلاً علی اللہ اسے جاری کر رہے ہیں۔ بازار میں اس کی مانگ ہو یا نہ ہو لیکن فطرت اس کا مطالبہ کر رہی ہے۔ وباللہ التوفیق۔ ہم نے اس وقت اپنے مقاصد پر بہت مختصر سی روشنی ڈالی ہے۔ ان کی تفصیلات انشاء اللہ اپنے موقعے پر آئیں گی ؛